محرّم الحرام کے فضائل

[Urdu–اُردو– الأُردية]

تالیف: عزت مآب ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان۔حفظہ اللہ۔

(رکن سپریم علماء کونسل، مملکتِ سعودی عرب)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلیؔ

فضائل شهر محرّم

تاليف: معالى الشيخ: صالح بن فوزان الفوزان-حفظه الله-

(عضوهيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية)

ترجمة: طارق علي بروهي

مراجعة وتنسيق:عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

محرم الحرام کے فضائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الله نحمده ونستعينه ونستغفره ونتوب إليه، ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، ونشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه، وسلم تسليما كثيرا، أما بعد:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرواس کی ظاہری وباطنی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ آپ پر مسلسل موسمِ خیر سایہ فگن ہورہے ہیں۔حج کے مہینے ختم نہیں ہوئے کہ فوراًاس کے بعد اللہ کا مہینہ محرم شروع ہوگیا۔ اوراس مہینے کو اللہ تعالیٰ نے بعض خصائص کے ساتھ خاص فرمایاہے۔

اولاً: یہ ان حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قتال حرام فرمایاہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة: ٣٦)

”بے شک مہینوں کی گنتی، اللہ کے نزدیک، اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہے، جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور ان میں سے چار حرمت والے ہیں“[سورہ توبہ:۳٦]

وہ چار مہینے یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، ماہ محرم اور چوتھا ماہ رجب ہے۔ ان مہینوں میں اللہ تعالیٰ نے قتال حرام قرار دیا ہے تاکہ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کو حج و عمرہ کے سفر میں امن ہو۔ الحمدللہ جب اسلام آیا تو امن پھیل گیا اور کفار کو شکست ہوئی، اور ہر وقت میں جب بھی اس کے امکان پیدا ہوئے جہاد فی سبیل اللہ قائم ہوا۔

اس مہینے کے فضائل کے تعلق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ) [۱]

”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں“۔

---

(۱) صحیح مسلم(۱۱٦۵)

پس اس میں باکثرت روزے رکھنا مستحب ہے اور یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہجری سال کا پہلا مہینہ منتخب فرمایا۔

اس کے فضائل ثابت ہیں۔ اس کے بڑے فضائل میں سے ہے کہ اس میں یوم عاشوراء ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اس دن کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس روز بطور شکر الٰہی کے روزہ رکھا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو آپ علیہ السلام نے بطور شکر الٰہی روزہ رکھا۔ اور ان کے بعد بھی یہود یہ روزہ رکھتے رہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو دریافت فرمایا: یہ کونسا روزہ ہے جو تم رکھتے ہو؟ کہا: یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسی علیہ السلام اور ان کی قوم کو عزت بخشی اور فرعون اور اس کی قوم کو ذلیل کیا۔ اس شکرانے پر سیدنا موسی علیہ السلام نے روزہ رکھا تو ہم بھی رکھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ)(۲)

”ہم تم سے زیادہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے حقدار ہیں“۔

---

(۲) صحیح ابن ماجہ (۱۴۱۹)، صحیح بخاری (۲۰۰۴)

یا فرمایا: (نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ)(۳)

"ہم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ قریب ہیں"۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور امت کو بھی اس روزے کا حکم دیا۔ پس اس دن کا روزہ سنت مؤکدہ بن گیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم یہود کی مخالفت کریں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک دن پہلے بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا یعنی نویں محرم کو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے ایک دن بعد یعنی گیارہویں محرم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن نویں محرم کا روزہ زیادہ مؤکد ہے۔ پس اس دن کا روزہ انبیاء کرام سیدنا موسیٰ و محمد علیہما الصلاۃ والسلام کی اقتداء ہے۔ اور یہ وہ عظیم دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں عزت بخشی۔ اور یہ تا قیام قیامت مسلمانوں کے لیے نصرت اور نعمت تصور ہوگی کہ جس کا شکر اس روزے کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ پس یہ روزہ سنت نبویہ مؤکدہ ہے۔ ایک مسلمان نویں محرم اور دسویں محرم جو کہ یوم عاشوراء ہوتا ہے کو روزہ رکھتا ہے۔ الحمد للہ یہ سنت اس امت میں چلتی آئی ہے لہٰذا اجر و ثواب کی طلب اور شکر الٰہی کے طور پر اس روزے کی خاص تاکید ہے۔

---

(۳) صحیح بخاری (۳۹۴۳)، صحیح مسلم (۱۱۳۱)

انبیاء کرام اور ان کے متبعین کی سنت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی نصرتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں جس کا طریقہ اطاعت بجالانا، روزے رکھنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر وشکر کرنا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی ان نصرتوں پر بدعات ومنکرات وتقریبات ایجاد نہیں کرتے۔ یہ تو سنتِ جاہلیت (جاہلیت کا طریقہ) ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس میں اللہ کا شکر کرتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ پس امت سے مطلوب سنت کا احیاء کرنا ہے۔ ساتھ ہی اس روزے میں اجر عظیم ہے کہ اس سے گزشتہ برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

کسی مسلمان کے لائق نہیں کہ وہ اس بارے میں کوتاہی کا شکار ہو۔

البتہ جو لوگ یوم عاشوراء کو غم وحزن، رونے اور بین کرنے، نوحہ وماتم کرنے کا دن بناتے ہیں جیسا کہ شیعہ لوگ۔ اللہ ان کا بیڑہ غرق کرے۔ مقتلِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر ایسا کرتے ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت اسی یوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کو ہوئی تھی۔ لیکن مصیبت کا سامنا نوحہ کرنے یا معاصی ومنکرات سے نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا سامنا اطاعت، صبر اور ثواب کی امید سے کیا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بلاشبہ تکلیف دہ بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکالیف ومصائب پر صبر کرنے اور ثواب کی امید رکھنے کا حکم دیا ہے۔

پس اس دن مسنون بات یہی ہے جو سنت انبیاء ہے کہ روزہ رکھا جائے اور کوئی دوسرا عمل ایجاد نہ کیا جائے۔

اسی طرح سے اس کے بالکل برعکس بعض جاہل مسلمان اور بعض جاہل اہل سنت ہیں جو اس دن کو خوشی کا دن تصور کرتے ہیں۔ اور بعض اسے عید العمر کا نام دیتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ دن عید تو نہیں بلکہ یوم نصرت و شکر الہی ہے۔ اس دن اپنی اولاد پر کھانے پینے میں فراخی کرتے ہیں، انہیں تحائف دیتے ہیں اور آپس میں بھی تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے۔ یہ ایک بدعت ہے اور نو ایجاد کام ہے جائز نہیں۔ اور یہ شیعہ کی حرکت کا رد عمل ہے وہ اس دن غم کرتے ہیں تو یہ اس کے مقابلے میں خوشیاں مناتے ہیں۔ کیا یہ لوگ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے پر خوش ہوتے ہیں! یعنی شیعوں کے بغض نے انہیں اس پر ابھار دیا کہ وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے پر خوش ہوتے ہیں! نہیں، یہ بالکل بھی جائز نہیں۔

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اتباع سنت کریں اور بدعات کو چھوڑ دیں، یہ بات مطلوب ہے۔ بدعت کا مقابلہ اس سے بھی بدتر چیز یعنی دوسری بدعت ایجاد کرکے نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کا مقابلہ اسے ترک کرکے اور سنت کو زندہ کرکے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس بات کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے۔۔۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یہ بات اچھی طرح سے جان لو کہ کوئی بھی سنت یا نفلی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک فرائض کو ادا نہ کر دیا جائے۔ پس سب سے پہلے فرائض کی ادائیگی کی حرص کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فرائض نوافل سے زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

(مَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ)[٤]

"بندہ جن کاموں سے میرا تقرّب حاصل کرتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ کام ہیں جو میں نے اس پر فرض قرار دیے ہیں۔ پھر بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں"۔

پس نوافل تو فرائض کی تکمیل ہیں۔ لیکن ایسا کرنا کہ نوافل ادا کیے جائیں اور فرائض میں تساہل برتا جائے تو یہ معاملہ بالکل برعکس ہو جائے گا۔

---

(٤) صحیح بخاری (٦٥٠٢)

ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ سب سے پہلے اور ہر چیز سے پہلے فرائض کی محافظت کرے پھر نوافل ادا کرے تاکہ وہ اس کی تکمیل کا باعث بنیں اور ایک مسلمان کے لیے خیر کی زیادتی ہو۔۔۔

مصدر: خطبۃ الجمعۃ ۲۷-۱۲-۱۴۳۴ھ
http://www.alfawzan.af.org.sa/node/15019

پیشکش: توحید خالص ڈاٹ کام

http://tawheedekhaalis.com

IslamHouse.com